



مکتبہ
۱۰۵۰
۷/۱۰
۷/۸
۷/۷

کامیلہ الراسن الاحسان الفتاوی

جامعة العلوم الإسلامية
علیہ بحوری اون ڈاٹ کم
مکتبہ شان

۱۱ میں ملکہ حفاظت دربار کا

کیا فراہمی میں علی کرام دعائیں غلط اور اس کا بر سر کر آج کل مختلف مناقبات پر
مددگار سائکلوں کی خروخت کی اکیس بیجاد کی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداء وعیج دکاندار گاہک
تھے کل قیمت کا 60% ساٹر فیصد وصل تھا اور بتہا 40% چالس فیصد رفیق کی ادائیگی ایک
منفرد وقت پر (جیسا کہ ماہ بیان حوالیں دن ہوتے ہیں) دینے کا کچھ ہیں، لیکن جیسا کہ بقیہ 40%
حوالیں خصوصی رقم لیکر ہے تو موڑس سیل اور حابی، اسکے حوالہ کو درست کیا ہے کہ اسکے
2 اختیارات دینے ہیں۔

① اب موڑس سیل 7 جائیں

② یہ موڑس سیل جتنا ہیں اب کوڑی ہے اس سے کمزائر رقم پر ہو جائیں ہیں

خروخت کر دیں

مثال نمبر ۱: دکیس بزار پر یہیں موڑس سیل ہم سے
خرید لیں، لیکن ایک ہیں یا حوالیں دیں کہ کم (جو کم وہت بائیں خلافہ کی طرف ہو جائیں ہے)
اکثر ہائیڈ ہم سے موڑس سیل اٹھ لیں یا اکر اسکے موڑس سیل ہیں جو ہے تو ہمیں (۲۰۰۰)
پیش بزار میں خروخت کر کے (۳۰۰۰) پیش بزار سے جائیں

مثال نمبر ۲: پیش بزار (۳۰۰۰) ایڈ دیں مہر ایک ہیں بعد مزید ۱۰ کم بزار (۱۰۰۰)
مع کراکر موڑس سیل وصل کر لیں یا حوالیں بزار (۳۰۰۰) میں ہیں خروخت کر دیں
بیز اس سارے سال میں مفہوم فرض حاصل کرنے ہے اور خریدار کی غرض نظامیہ فرض فراہم
کر کے اس پر مسودہ لیں ہے۔

اگر خروخت کتنہ ہے اس کو دو بیع کلمہ کہیں کہاں زکے ہیں، اور اس کے جائز ہے یعنی دلائل اضافی
کے حوالے سے فتحے بھوکے ہے کیسے کیا اس "بع کلمہ" کی محتان کرامہ جائز فرمائیں ہیں؟
تفصیل سے جب مطلب ہے۔

المصنف: محمد شaban زاہد - طاہری پور

تفصیل کے لئے ۱۱ الطبع غیر - ۰۳۲۱-۹۱۱۰۳۴۴

فتوى نمبر: ۵۵۲۲

دینی و اخلاقی فتاویٰ

"الجواب حامدًا ومصلياً"

بعض سلم کہتے ہیں مجلس عقد میں نقدر قم دیکر کوئی چیز ادھار خریدنا، یعنی خریدار، فروخت کرنے والے کو ابتداء میں پوری رقم دے، اور ایک مدت کے بعد فروخت کرنے والے اس کو وہ چیز لا کر دے، اور یہ عام بیع سے مستثنی ہے، عام قاعدہ تو یہ ہے کہ معدوم یا غیر مملوک کہ چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، لیکن شریعت نے لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے اس بیع کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا، بعض سلم کے صحیح ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا لازماً رکھنا ضروری ہے: (۱) جو چیز خرید رہا ہے اس کی جنس معلوم ہو، کہ وہ کیا چیز ہے، گندم ہے یا جو وغیرہ، (۲) نوع معلوم ہو کہ وہ کس قسم کی ہو، (۳) صفت معلوم ہو کہ اس کی کوئی کیسی ہو، (۴) مقدار معلوم ہو، (۵) قیمت معلوم و متعین ہو، (۶) اس چیز کی مکمل قیمت عقد بیع کے مجلس میں فروخت کرنے والے کے سپرد کی جائے، (۷) وہ چیز کس جگہ خریدار کے سپرد کی جائے گی وہ جگہ بھی متعین ہو، (۸) اس چیز کی ادائیگی کی مدت معلوم ہو کہ خریدار کو وہ چیز کب حوالہ کی جائے گی، (۹) وہ چیز نایاب نہ ہو، یعنی اس چیز کا بازار میں یا علاقہ میں پوری مدت کے زمانہ میں کہیں نہ کہیں دستیاب ہونا ضروری ہے۔

اگر ان میں سے کوئی بھی شرط نہیں پائی گی تو اس طرح کی بعض شرائع فاسد ہو گی، نیز مذکورہ تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ بعض سلم کا جواز لوگوں کی ضرورت اور حاجت کے پیش نظر ہے، اور ضرورت کو ضرورت کی حد تک ہی رکھنا ضروری ہوتا ہے، لہذا اگر باقاعدہ چیز کی خریداری مقصود نہ ہو اور مذکورہ بیع کو باقاعدہ کاروبار کی شکل میں اس لیے کیا جائے کہ تاکہ فروخت کرنے والے اس بیع کے نام پر لوگوں سے رقم وصول کرے اور خریدار کا مقصود بھی اس رقم کے بدلتے منافع کمانا ہو تو یہ جائز نہ ہو گا یہ گویا قرض پر نفع کی صورت ہے کہ خریدار ابتداء قرض دے کر اس پر منافع وصول کر رہا ہے۔

مذکورہ تفصیل کی رو سے اگر مذکورہ کمپنی کے معابرے میں شروع ہی سے یہ شرط داخل ہو کہ ایک ماہ بعد خریدار کو اختیار ہو گا کہ چاہے تو موڑ سائیکل لے لے یا اضافی رقم وصول کر لے تو یہ معابرہ ابتداء ہی سے فاسد ہے اور ایسے معابرے کے تحت موڑ سائیکل لینا بھی جائز نہیں ہے، یہ گویا قرض پر نفع کی ایک صورت ہے کہ کمپنی کو جو ابتداء میں خریدار نے رقم دی ہے اس کی حیثیت قرض کی ہے، اور ایک میٹنے بعد اس پر منافع وصول کیا جا رہا ہے، اور قرض پر نفع حاصل کرنا سود ہے۔

اگر معابرے میں ایسی شرط نہ ہو تو اس صورت میں اگر خریدار وقت مقررہ پر کمپنی سے موڑ سائیکل لے کر اس پر قسط حاصل نہ کرے اور موڑ سائیکل پر قبضہ کئے بغیر اس کو واپس فروخت کر دے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اگر مذکورہ کمپنی سے معابرہ صرف کاروبار اور منافع کے حصول کے لیے کیا جائے اور حقیقتاً موڑ سائیکل خریدنا مقصود نہ ہو تو بھی یہ معاملہ جائز نہیں ہے۔

(صاری ہے)۔



باقی اس معاملہ کو بیع سلم قرار دے کر جائز کہنا درست معلوم نہیں ہوتا، اس لیے ایک تو یہاں مقصود خریداری نہیں ہے بلکہ یہ صرف کاروبار اور منافع کے حصول کے لیے کیا جا رہا ہے جیسا کہ استثناء میں مذکور ہے، اور دوسرا یہ کہ یہاں ابتداء میں معابدہ میں ہی یہ شرط ہے کہ وقت مقررہ پر خریدار کو اختیار ہو گا کہ چاہے تو موثر سائیکل لے لے یا اضافی رقم وصول کر لے تو یہ معابدہ ابتداء ہی سے فاسد ہے، نیز دوسری صورت (جس میں کچھ رقم ابتداء میں دی ہے اور کچھ باقی ہے) میں مزید ایک خرابی یہ ہو گی کہ بیع سلم میں اس چیز کی مکمل قیمت عقد بیع کے وقت مجلس عقد میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اور یہاں موثر سائیکل کی مکمل قیمت ادا نہیں کی جا رہی اور دونوں صورتوں میں اگر خریدار قبضہ سے پہلے واپس کمپنی کو فروخت کر دے تو یہ بیع قبل القبض کی وجہ سے بھی ناجائز ہو گا۔

مذکورہ معاملہ کی جواز کی صورت یہ ہو سکتی ہے کمپنی سے معابدہ محض منافع کے حصول اور کاروبار کے لیے نہ کیا جائے بلکہ حقیقتاً موثر سائیکل خریدنا ہی مقصود ہو اور معابدہ میں بھی اسی کوئی بات نہ ہو، اور اس کیلئے کمپنی سے موثر سائیکل خریدنے کا وعدہ کر لیا جائے اور کمپنی کو = ۲۲۰۰ روپے ایڈ و انس دیے جائیں، یعنی وعدہ بیع کی صورت اختیار کی جائے اور بگاںک کی مدد میں کچھ رقم پیشگی دی جائے اور موثر سائیکل کے تمام اوصاف کمپنی کا نام، ماذل، کلر، وغیرہ کی عقد کے وقت ہی تعین کر لی جائے اور ایک مہینہ بعد بقا یار رقم نقد دے کر موثر سائیکل پر قبضہ کر لیا جائے تو یہ صورت جائز ہے، اور بعد ازاں باقی رقم نقد ادا کر کے موثر سائیکل کا قبضہ حاصل کرنے کے بعد خریدار جس کو چاہے موثر سائیکل فروخت کر سکتا ہے۔

تاہم بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود موثر سائیکل کی خرید و فروخت نہیں ہے، اور کمپنی جتنا لفڑ دیتی ہے اس سے بھی اس قیاس کی تائید ہوتی ہے اور زمانہ قریب کے کچھ دھوکہ اور فراؤ کے واقعات بھی اس پر شاہد ہیں، اس لیے اس طرح کے مہم اور مشتبہ معاملات سے ہر صورت میں احتیاب کرنا ہی بہتر ہے۔

البخاری میں ہے:

وَعْرَفَهُ أَيْضًا بِأَنَّهُ بَيْعَ أَجْلٍ بِعَاجِلٍ وَالظَّاهِرُ أَنَّ قَوْلَهُمْ أَخْذَ عَاجِلًا مِنْ بَابِ
الْقَلْبِ وَالْأَصْلِ أَخْذَ أَجْلًا بِعَاجِلٍ وَهُوَ عَلَى خَلَافِ الْقِيَامِ إِذَا هُوَ بَيْعٌ
الْمَعْدُومُ وَوُجُوبُ الْمَصِيرِ إِلَيْهِ بِالنَّصِّ وَالْإِجْمَاعِ لِلْحَاجَةِ وَلَا اعْتَبَارِ بِمَنْ قَالَ إِنَّهُ عَلَى
وَفْقِهِ

(۱۹۸، ۱۹۹، کتاب البیع، باب السلم، ط: دارالکتاب الاسلامی)

فتح الکریم میں ہے:

(وَلَا يَصِحُّ السَّلْمُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحْمَهُ اللَّهُ - إِلَّا بِسَبْعِ شَرَائِطٍ: جِنْسِ مَعْلُومٍ
كَقُولُنَا حَنْطَةٌ أَوْ شَعِيرٌ (وَنَوْعٌ مَعْلُومٌ) كَقُولُنَا سَقِيَةٌ أَوْ بَخْسِيَةٌ (وَصِفَةٌ مَعْلُومَةٌ)
كَقُولُنَا جَيْدٌ أَوْ رَدِيءٌ (وَمَقْدَارٌ مَعْلُومٌ) كَقُولُنَا كَذَا كَيْلًا بِمَكْيَالٍ مَعْرُوفٍ وَكَذَا
وَزْنًا (وَأَجْلٌ مَعْلُومٌ) وَالْأَصْلُ فِيهِ مَا رَوَيْنَا وَالْفَقْهُ فِيهِ مَا بَيْنَا (وَمَعْرِفَةٌ مَقْدَارٌ

(حباری ہے)۔



رأس المال إذا كان يتعلق العقد على مقداره) كالمكيل والموزون والمعدود (وتسمى
المكان الذي يوفيه فيه إذا كان له حمل ومؤنة)

(٢٠، كتاب البيوع، باب السلن، ط: دار الفكر)

فتاوی شامی میں ہے:

(و) بقی من الشروط (قبض رأس المال) ولو عيناً (قبل الافتراق) بأبدانهما

(٥، ٢١٦، كتاب البيوع، باب السلن، ط: سعید)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

أن يكون مقبوضاً في مجلس السلم سواء كان رأس المال ديناً أو عيناً عند عامة
العلماء استحساناً وسواء قبض في أول المجلس أو في آخره لأن ساعات المجلس
لها حكم ساعة واحدة

(٢٩/٢، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلن، ط: بر شدید)

الجامع الصغير میں ہے:

كل قرض جر منفعة فهو ربا

(الجامع الصغير لسيوطى، ص: ٣٩٥، بر قم: ٩٢٨، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

تبیین الحقائق میں ہے:

قال - رحمه الله - (لا بيع المنقول) أي لا يجوز بيع المنقول قبل القبض لما رويانا
ولقوله - عليه الصلاة والسلام - «إذا ابتعت طعاماً فلا تبعه حتى تستوفيه»
رواه مسلم وأحمد ولأنه فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار البلاك قبل القبض:
لأنه إذا هلك المبيع قبل القبض ينفسخ العقد فيتبين أنه باع ما لا يملك والغرر
حرام لما رويانا

(٨٠، كتاب البيوع، ط: المطبعة الکبری الامیریة- بولاق، القاهرۃ)

الحاديہ میں ہے:

والكراء، إما: لأنه احتيال لسقوط الربا فيصير كبيع العينة في أخذ الزيادة
بالحيلة، وإما: لأنه يفضي إلى أن يألف الناس فيستعملوا ذلك فيما لا يجوز

(العنایی شرح الحداییہ (٧/١٣٨)، كتاب الصرف، ط: دار الفکر)

الإثابة والنظائر میں ہے:

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها، كما علمت في الترجمة. وذكر قاضي خان في
فتاویه إن بيع العصیر من يتذمّر خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد
به لأجل التخمير حرم وكذا غرس الكرم على هذا (انتهى). وعلى هذا عصیر العنبر



(حباری ہے)۔۔

بقصد الخلية أو الخمرة، والبجر فوق ثلاث دائرة مع القصد، فإن قصد هجر المسلم حرم والإلا

^{٢٣} (الأشياء والنظائر)، ابن حميم (ص: ٢٣)، الفن الأول: التوادر الكثيف، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان)

فتاویٰ شامی میں ہے:

ولو أعطاه الدرهم، وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمنان ولم يقل في الابتداء
اشتريت منك يجوز وهذا حلال وإن كان نيته وقت الدفع الشراء: لأنه بمجرد
النية لا ينعقد البيع، وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي والآن المبيع معلوم
فينعقد البيع صحيحاً. قلت: ووجهه أن ثمن الخبز معلوم فإذا انعقد بيعاً
بالتعاطي وقت الأخذ مع دفع الثمن قبله، فكذا إذا تأخر دفع الثمن بالأولى

کفایت المفتی میں ہے:

(جواب ۳۱) اگر کوئی رقم اس طور پر لی جائے کہ اس کے بدلے میں فلاں جنس اس نرخ سے فلاں تاریخ کو ادا کر دوں گا تو شرط تعین قسم و صفت و نرخ وقت ادا نیگی کے ساتھ یہ معاملہ جائز ہے۔ اس کو یعنی مسلم کہتے ہیں اور وقت پر جنس ادا نہ ہو تو دی ہوئی رقم واپس دینی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ دینا اور دائن کو لینا حرام ہے اور زیادہ دینے کی شرط سے معاملہ کیا جائے تو معاملہ ہی ناجائز ہو گا، اور معاملہ کرتے وقت قرض لینے والے کی نیت اداء جنس کی نہ ہو بلکہ بدلتی قاعدہ مروجہ سے روپیہ ادا کرنے کی ہو تو اس کو یہ معاملہ کرنا ناجائز ہے، فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دبلی۔

(٨/٢٠، كتاب البيوع، ط: دارالإشاعت)



امداد الاحکام میں ہے:

لیکن جہاں روایت کے لئے اس کو حیله قرار دیا گیا ہو وہاں باقاعدہ مقدمۃ الحرام حرام اس کو ناجائز کہا جائے گا۔ جواز اس صورت میں ہے کہ اتفاقاً ہو جائے اور اس میں افضاء الی ترویج الربا کا اختلال نہ ہو۔ اشرف علی

(۲/۳۲۰، فصل فی بیع اسلام، ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

امداد الفتاوی میں ہے:

سوال (۱۶۸۶) / ۳/۱۷۔ روپیہ پیسہ میں بیع سلم درست ہے یا نہیں یعنی ایک شخص نے کسی مدینوں کو آج رسروپے دئے، ایک سال بعد پیچاں رسروپے کے پیسے دینا ہو گا، اس طرح کی بیع سلم درست ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں نزاع ہے: الہذا جواب کو منح حوالہ کتب تحریر فرمائیے۔

الجواب: اگر مقصود صرف مبادلہ فلوس رسروپے ہی کا ہوتا، تو بوجہ عدم مانع کے یہ بیع درست ہوتی، لیکن مقصود تو یہاں دوسرا ہے، یعنی سو دو ایک حیله سے لینا اس لئے یہ جائز نہ ہو گا، جس طرح فقهاء نے بیع عینہ کو باوجود اطبقاع علی قواعد الجواز کے اسی وجہ سے حرام کہا ہے۔ وہذا ظاہر جدا۔

(۳/۱۷، کتاب المیوع، ط: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

مگر اس کا خیال رہے کہ اس بیع سلم کو قرض لینے اور نرخ سے زیادہ مبلغ دینے کا حیله نہ بنایا جائے، جس سے سو دے کے ساتھ مشابہت ہو جائے، اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۱۶/۲۱۰، باب المرابح والسلم، ط: فاروقی)

کتبہ:

محمد حمزہ منصور

الستھن

فی الفقہ الاسمائی

جامعة العلوم الإسلامية بندری شافعی کراچی
۱۴۲۹ھ - ۲۰۱۸ء



ابحاث
کمپنی
برائت

